دارالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرینس نمبر:Pin 6368 بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ تاریخ:17-11-2019

دارالحرب میں جمعہ پڑھنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ دار الحرب میں جمعہ کی ادائیگی کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللّٰھم ھدایۃ الحق و الصواب

فی زمانہ دارالحرب میں مسلمانوں کی مستقل رہائش، کثیر آبادی، نمازِ جمعہ کی عمومی ادائیگی اور جمعہ نہ پڑھنے کی صورت میں پیدا ہونے والے مفاسد کے پیش نظر معتمد و مستند علمائے کرام نے شرعی اصولوں میں سے عمومِ بلویٰ اور ازالہ فسادِ مظنون بظنِ غالب کو بنیاد بنا کر مذہب امام مالک پر عمل کرنے اور دار الحرب میں دیگر شرائط کی موجودگی میں نمازِ جمعہ و عیدین ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ و عیدین کے لیے اسلامی شہر ہونا ضروری نہیں۔

موجودہ زمانے کے اعتبار سے نفسِ حکم بیان کرنے کے بعد مسئلہ کی مکمل تفصیل یہ ہے کہ جمعہ فرائضِ دینیہ میں سے اہم ترین فرض ہے۔ دیگر فرائض کی طرح اس کی صحت اور ادائیگی کے لیے بھی مخصوص شرائط ہیں کہ اگر وہ پائی جائیں، تو جمعہ درست ہو گا، ورنہ نہیں اور بعض صورتوں میں گناہ بھی ہو گا۔ ان شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ جس جگہ جمعہ ادا کیا جارہا ہے، وہ اسلامی شہر ہو۔ اگر وہ جگہ شہر ہی نہیں یا شہر تو ہے، لیکن اسلامی نہیں، تو وہاں جمعہ ادا کرنا اصل مذہب کے مطابق درست نہیں اور عملاً یہ ہو گا کہ جہاں جمعہ کی شرائط نہ پائی جائیں، وہاں ظہر کی نماز ادا کرنا فرض ہے، نمازِ ظہر فرض ہونے کے باوجود اس کی جگہ جمعہ ادا کرنے والا تارکِ فرض کہلائے گا اور جان بوجھ کر ایک بار بھی فرض ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے شہر ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق، السنن الکبریٰ للبیھقی اور شرح مشکل الآثار وغیرہ میں ہے: واللفظ للاول: ” لا جمعة ولا تشريق ولا صلاة فطر ولا اضحى الا في مصر جامع او مدينة عظيمة “ترجمہ: نمازِ جمعہ، تکبیراتِ تشریق، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز نہیں، مگر مصر جامع یا بہت بڑے

شہر میں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص439، مطبوعہ، ریاض)

حاشیہ شرنبلالی اور در مختار وغیرہ کتبِ فقہ میں ہے: "شروط الصحة ستة: المصر والجماعة والخطبة والسلطان والوقت والاذن العام" ترجمہ: جمعہ صحیح ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں: شہر، جماعت، خطبہ، سلطان، وقت اور اذنِ عام کا ہونا۔

(حاشیہ شرنبلالی مع درر الحکام، ج1، ص136، دار احیاء الکتب)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "فرضیت وصحت وجوازِ جمعہ، سب کے لئے اسلامی شہر ہونا شرط ہے، جو جگہ بستی نہیں جیسے بَن، سمندر یا پہاڑ یا بستی ہے، مگر شہر نہیں جیسے دیہات یا شہر ہے، مگر اسلامی نہیں جیسے روس، فرانس کے بلاد، ان میں جمعہ فرض ہے، نہ صحیح، نہ جائز، بلکہ ممنوع وباطل وگناہ ہے، اس کے پڑھنے سے فرضِ ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔۔۔۔ اور شہر کے اسلامی ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ یا تو فی الحال اس میں سلطنتِ اسلام ہو خود مختار جیسے بحمد اللہ تعالیٰ سلطنت عُلیہ عالیہ عثمانیہ ودولتِ خداداد افغانستان "حفظهما الله تعالى عن شرور الزمان" یا کسی سلطنتِ کفر کی تابع جیسے اب چند روز سے سلطنتِ بخارا "وحسبنا الله ونعم الوكيل" اور اگر فی الحال نہ ہو، تو دو باتیں ضرور ہیں: ایک یہ کہ پہلے اس میں سلطنتِ اسلامی رہی ہو، دوسرے یہ کہ جب سے قبضہ کافر میں آئی، شعارِ اسلام مثلِ جمعہ وجماعت واذان واقامت وغیرہا کلاً یا بعضاً برابر اس میں اب تک جاری رہے ہوں، جہاں سلطنت اسلامی کبھی نہ تھی، نہ اب ہے، وہ اسلامی شہر نہیں ہو سکتے، نہ وہاں جمعہ وعیدین جائز ہوں، اگرچہ وہاں کے کافر سلاطین شعائرِ اسلامیہ کو نہ روکتے ہوں، اگرچہ وہاں مساجد بکثرت ہوں، اذان واقامتِ جماعت علی الاعلان ہوتی ہو، اگرچہ عوام اپنے جہل کے باعث جمعہ وعیدین بلامزاحمت ادا کرتے ہوں جیسے کہ روس، فرانس وجرمن وپرتگال وغیرہا اکثر، بلکہ شاید کل سلطنت ہائے یورپ کا یہی حال ہے۔ یونہی اگر پہلے سلطنت اسلامی تھی، پھر کافر نے غلبہ کیا اور شعائرِ کفر جاری کر کے تمام شعائر اسلام یکسر اٹھا دئے، تو اب وہ شہر بھی اسلامی نہ رہے اور جب تک پھر از سر نو ان میں سلطنت اسلامی نہ ہو، وہاں جمعہ وعیدین جائز نہیں ہو سکتے، اگرچہ کفار غلبہ یافتہ ممانعت کے بعد پھر بطورِ خود شعائر اسلام کی اجازت دے دیں، خواہ ان کافروں سے دوسرے کافر چھین کر اجرائے شعائر اسلام کر دیں، کہ کوئی غیر اسلامی شہر مجرد جریان شعائر اسلام سے اسلامی نہیں ہو جاتا۔" (فتاوی رضویہ، ج8، ص377تا379، مطبوعہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوا کہ دار الحرب میں جمعہ وعیدین کی نماز ادا کرنا اصلِ مذہب کے مطابق صحیح نہیں، لیکن دوسری طرف فی زمانہ دار الحرب میں جمعہ وعیدین کے معاملے کا جائزہ لیا جائے، تو اس میں عموم بلویٰ پایا جاتا ہے۔ عمومِ بلویٰ کا مطلب یہ ہے کہ "عوام وخواص سبھی کسی محظورِ شرعی میں مبتلا ہوں اور دین، جان، عقل، نسب، مال یا ان میں سے کسی ایک کے

تحفظ کے لیے اس سے بچنا مشقت وضرر کا باعث ہو" اور غیر اسلامی ممالک جو دار الحرب ہیں، ان میں بلاشبہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں اور وہاں بغیر کسی پابندی کے دیگر نمازوں کی طرح جمعہ و عیدین کی نمازیں بھی ادا کرتے ہیں، عوام وخواص، سبھی اس جماعت میں شریک ہوتے ہیں، شاید ہی کوئی اس بارے میں اصلِ مذہب پر عمل کرتے ہوئے صرف ظہر کی نماز ادا کرتا ہو، بلکہ اب تو جو علماء، مشائخ، واعظین، مبلغین وہاں پہ مقیم ہیں یا باہر سے وہاں تشریف لے جاتے ہیں، وہ بھی جمعہ و عیدین کی جماعتوں میں شریک ہوتے ہیں اور بلا نکیر خود بھی ان نمازوں میں امامت کرواتے ہیں۔

اب اگر موجودہ دور میں بھی ان ممالک میں جمعہ و عیدین کی نمازوں کو ناجائز و باطل کہا جائے، تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہاں لاکھوں کی تعداد میں عوام وخواص جو ظہر کی بجائے جمعہ ادا کرتے ہیں، وہ تارکِ فرض ہیں اور جان بوجھ کر ایک بار بھی فرض کا ترک گناہِ کبیرہ ہے اور اِن ممالک میں ترکِ ظہر کا معاملہ معلوم و مشہود و مشہور ہے اور حکم شرعی یہ ہے کہ گناہِ کبیرہ کا علانیہ مرتکب فاسقِ معلن اور فاسق معلن کی امامت، شہادت وغیرہ ناجائز ہے۔ یوں عوام وخواص، سبھی اس محظورِ شرعی میں مبتلا ہیں اور ایسا ابتلاء کہ جس سے بچنا دشوار تر ہے۔

نیز دار الحرب کے اندر جمعہ قائم کرنے میں ازالہ فسادِ مظنون بظنِ غالب بھی ہے۔ فساد کا مطلب "ایسی ناگوار چیز جو دین، جان، مال، عقل، نسب یا ان میں سے کسی ایک کو ضائع کردے" یہ فساد اگر کسی جگہ فی الحال پایا جائے یا اس کے پائے جانے کا ظنِ غالب ہو، تو اسے دور کرنا اور روکنا "ازالہِ فسادِ موجود یا مظنون بظنِ غالب" کہلاتا ہے۔ اب اگر ان ممالک میں عوام کو جمعہ و عیدین کی نمازوں سے بچنے کا حکم دیا جائے یا فقط علماء، مشائخ، واعظین اور مبلغین ہی بچیں اور ان نمازوں میں امامت نہ کریں، تو عوام انہیں برا کہیں گے، ان کی غیبتوں میں پڑیں گے، جس سے علماء کی آبرو اور عوام کا دین بے حد متاثر ہو گا اور دوسری بات یہ کہ وہاں نمازِ جمعہ و عیدین کے لیے کافی تعداد میں مسلمان مساجد میں جمع ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے بآسانی ان تک دین کا کچھ نہ کچھ ضروری پیغام پہنچ جاتا ہے، جو ان کے حفظِ دین و عقیدہ کا سبب بنتا ہے، تو ان نمازوں سے بھی روکنے کے سبب لوگ صحیح العقیدہ یعنی اہل سنت کی مساجد چھوڑ کر دوسری مساجد میں چلے جائیں گے، خواہ وہ کسی بھی فرقے کی ہوں اور ان کا امام کیسا ہی ہو، جس کے نتیجے میں فی الحال ان کی نمازیں اور آئندہ ان کا عقیدہ برباد ہونے کا ظنِ غالب ہے، کیونکہ عموماً لوگ جس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، اس مسجد کے امام وخطیب کے ہم مسلک اور ہم عقیدہ ہو جاتے ہیں اور کچھ عرصے بعد مسلمانوں کو مشرک کہنا شروع کر دیتے ہیں، تو اس سے بڑھ کر اور کیا فساد ہو گا کہ جس سے لوگوں کا دین و ایمان ہی برباد ہو جائے گا۔

اس صورتِ حال کے پیشِ نظر معتمد و مستند علماء کرام نے "عمومِ بلویٰ" اور "ازالہِ فسادِ مظنون بظنِ غالب" کو بنیاد بنا کر

مذہبِ امام مالک پر عمل کرنے اور دار الحرب میں دیگر شرائط کی موجودگی میں نمازِ جمعہ و عیدین ادا کرنے کی اجازت دی ہے، کیونکہ یہ دونوں شریعت کے ان اصولوں میں سے ہیں، جن کی وجہ سے احکامِ شرع تبدیل ہو جاتے ہیں اور یاد رہے کہ احکام میں تبدیلی کا یہ معاملہ ہمیشہ سے جاری اور علماء میں معمول بہا ہے، کہ بعض احکام میں پہلے عدمِ جواز کا فتوی دیا جاتا تھا، لیکن بعد میں ضرورت، حاجت، دفعِ حرج، عمومِ بلوی، فسادِ موجود یا مظنون بظنِ غالب کا ازالہ وغیرہا اصولوں کے پیشِ نظر علماء وفقہاء نے کبھی تو اپنے ہی مذہب کی کسی روایت پر اور کبھی دوسرے امام کے قول پر عمل کرتے ہوئے جواز کا فتوی دیا ہے۔

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ فی زمانہ دار الحرب میں بھی (دیگر شرائط کی موجودگی میں) جمعہ و عیدین کی نماز ادا کرنا درست ہے۔ البتہ خواص وہاں جمعہ کے دن ظہرِ احتیاطی بھی ادا کریں یعنی نماز جمعہ کے بعد چار رکعتیں اس نیت سے پڑھیں کہ ظہر کی سب سے آخری نماز، جس کا وقت پایا اور ابھی تک ادا نہیں کی، اسے پڑھ رہا ہوں اور بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار سنتیں پڑھنے کے بعد ظہرِ احتیاطی پڑھی جائے۔

حالاتِ زمانہ کے بدلنے سے احکام میں تبدیلی کے متعلق علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "فکثیر من الاحکام تختلف باختلاف الزمان، لتغیر عرف اهله اولحدوث ضرورة اوفساد اهل الزمان، بحیث لوبقی الحکم علی ما کان علیه او لا، للزم منه المشقة والضرر بالناس ولخالف قواعد الشریعة المبنية على التخفیف والتیسیر، و دفع الضرر والفساد لبقاء العالم علی اتم نظام و احسن احکام، ولهذا تری مشائخ المذهب خالفوا ما نص علیه المجتهد فی مواضع کثیرة، بناها علی ما کان فی زمنه، لعلمهم بانه لو کان فی زمنهم لقال بما قالوا به اخذاً من قواعد مذهبه" ترجمہ: بہت سے احکام زمانے کے بدلنے سے بدل جاتے ہیں، کیونکہ اہل زمانہ کا عرف بدل چکا ہوتا ہے، یا کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے، یا اہل زمانہ میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، چنانچہ اگر اب بھی سابقہ حکم باقی رہتا ہے، تو یہ لوگوں کے مشقت اور ضرر میں مبتلا ہونے کا سبب بنے گا، نیز ان قواعد شرعیہ کی بھی مخالفت لازم آئے گی، جن کی بنیاد ہی بہترین معاشرے و نظام کے مطابق عالم کی بقا کے لیے تخفیف و آسانی، دفع ضرر و فساد پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مشائخ مذہب کو دیکھیں گے کہ انہوں نے کئی ایسے مقامات پر مجتہد کے منصوص مسائل کی مخالفت کی ہے، جن کی بنیاد ان کے زمانے کی موجودہ حالت پر تھی، کیونکہ ان حضرات کو معلوم تھا کہ اگر وہ مجتہد ہمارے زمانے میں ہوتے، تو اپنے مذہب کے قواعد پر عمل کرتے ہوئے ضرور وہی حکم دیتے، جو ہم نے دیا ہے۔

(رسائل ابن عابدین، ج2، ص 125 تا 126، سہیل اکیڈمی، لاہور)

شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے جہاں تک ہو سکے ہمیں آسانی پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں

حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بعث احداً من اصحابه فی بعض امره، قال: بشروا ولا تنفروا، ویسروا ولا تعسروا" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی صحابی کو کسی کام کے لئے بھیجتے، تو فرماتے: خوشخبری دو، متنفر نہ کرو، آسانی پیدا کرو، تنگی میں نہ ڈالو۔"

(صحیح مسلم، ج2، ص82، مطبوعہ کراچی)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:"چھ باتیں ہیں، جن کے سبب قولِ امام بدل جاتا ہے اور قول ظاہر کے خلاف عمل ہوتا ہے اور وہ چھ باتیں ضرورت، دفع حرج، عرف، تعامل، دینی ضروری مصلحت کی تحصیل، کسی فساد موجود یا مظنون بظن غالب کا ازالہ، ان سب میں بھی حقیقۃً قول امام ہی پر عمل ہوتا ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج1، حصہ1، ص127، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اور عمومِ بلویٰ اور فساد کی تعریف بیان کرتے ہوئے محقق مسائلِ جدیدہ مفتی نظام الدین رضوی صاحب مد ظلہ العالی فرماتے ہیں:"**عمومِ بلوی:** وہ حالت و کیفیت جس کے باعث عوام وخواص سبھی محظورِ شرعی میں مبتلا ہوں اور دین، جان، عقل، نسب، مال یا ان میں سے کسی کے تحفظ کے لیے اس سے بچنا مشقت و ضرر کا سبب ہو۔

فساد: وہ ناگوار چیز، جو دین، جان، عقل، نسب، مال یا ان میں سے کسی ایک کو فوت کر دے، جیسے کلمہ کفر بولنے یا کسی کفر کا ارتکاب کرنے سے ایمان کی بربادی، نماز میں کلام یا عملِ کثیر سے نماز کا فساد، نکاح سے باہر ہونے کے لئے عورت کا ارتداد وغیرہ، اسی فساد کو دور کرنے کا نام ازالہ فساد ہے، جسے دفع مفسدہ بھی کہا جاتا ہے۔"

(فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول، ص47تا49، مطبوعہ والضحیٰ پبلی کیشنز)

نوٹ: فی زمانہ دار الحرب میں جمعہ وعیدین کے جواز کی مکمل تفصیل مجلسِ شرعی آف مبارکپور کے "دسویں فقہی سیمینار" کے مقالہ جات اور فیصلوں میں دیکھی جاسکتی ہے، جو مفتی نظام الدین رضوی صاحب مد ظلہ العالی کی کتاب بنام "جدید مسائل پر علماء کی رائیں اور فیصلے" کے ص387 تا 398 پر بھی موجود ہیں۔

و اللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

19 ربیع الاول 1441ھ/17 نومبر 2019ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے